قرآن حکیم پر حیرت انگیز عبور

[ایک خاتون کا عجیب طرز گفتگو]

ایک دفعہ جلیل القدر عالم دین اور اپنے زمانے کے محدث وفقیہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے حالت سفر میں تھے کہ ایک معمّر عرب خاتون حج کے راستے میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی۔ بڑھیا کو کچھ پریشان اور مایوس پا کر حضرت عبداللہ نے اس سے استفسار کیا تو ایک عجیب وغریب صورت حال سامنے آئی۔ حضرت عبداللہ عام عربی زبان میں اس سے سوال کرتے لیکن بڑھیا قرآن کی آیات میں آپؒ کے سوالوں کے جواب دیتی۔ پورا مکالمہ درج ذیل ہے:-

ابن مبارکؒ: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

خاتون: ''سَلٰمٌ، قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ'' (یٰسین:۵۸)

[یعنی سلام نہایت مہربان رب کا قول ہے۔ مراد کہ سلام کا جواب تو خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔]

ابن مبارکؒ: تم یہاں کیسے ہو؟

خاتون: ''مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ'' (الاعراف:۱۸۶)

جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔ [مراد یہ کہ میں راستہ بھول گئی ہوں۔]

ابن مبارکؒ: آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟

خاتون: سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا (الاسراء:۱)

''یعنی پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔''

[مراد یہ تھی کہ میں مسجد اقصیٰ سے آ رہی ہوں۔]

ابن مبارکؒ: ''یہاں کب سے پڑی ہو؟''

خاتون: ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا (مریم:۱۰) ”برابر تین رات سے“۔

ابن مبارکؒ: تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے۔

خاتون: وَالَّذِیْ ھُوَیُطْعِمُنِی وَیَسْقِیْنِ (الشعراء:۷۹)

”وہ (رب) مجھے کھلاتا پلاتا ہے“[یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہو جاتا ہے۔]

ابن مبارکؒ: کیا وضو کا پانی موجود ہے؟

خاتون: فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا (المائدہ:۶)

”اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو“[مطلب یہ کہ پانی نہیں مل رہا ہے تو تیمّم کر لیتی ہوں۔]

ابن مبارکؒ: یہ کھانا حاضر ہے، کھا لیجئے۔

خاتون: ثُمَّ اَتِمُّوْا الْصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (البقرہ:۱۸۷)

”روزے رات کے آغاز تک پورے کرو“[اشارہ یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں۔]

ابن مبارکؒ: یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون: فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّهُ (البقرۃ:۱۸۴)

”اور جو نیکی کے طور پر خوشی سے روزہ رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ شکر گزار اور علیم ہے۔“

[یعنی میں نے نفلی روزہ رکھا ہے۔]

ابن مبارکؒ: لیکن سفر میں تو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔

خاتون: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۱۸۴)

”اور اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔“

ابن مبارکؒ: آپ میرے جیسے انداز میں بات کریں۔

خاتون: مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ

”وہ (انسان) کوئی بات نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان ضرور ہوتا ہے“۔

[یعنی چونکہ انسان کے ہر لفظ پر ایک فرشتہ نگہبانی کرتا ہے اور اس کا اندراج ہوتا ہے اس لئے بر بنائے احتیاط میں قرآن کے الفاظ میں ہی بات کرتی ہوں۔]

ابن مبارکؒ: کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں؟

خاتون: وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ. اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُوْلٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْؤُلًا (الاسراء:۳۶)

''جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو بیشک کان، آنکھ اور دل اس کے طرف سے جواب دہ ہیں۔'' [یعنی جس معاملے کا پہلے سے آپ کو کچھ علم نہیں ہے اور جس سے نہ کچھ واسطہ ہے اسے پوچھ کر اپنی قوتوں کو کیوں ضائع کرتے ہیں۔]

ابن مبارکؒ: مجھے معاف کردیں میں نے واقعی غلطی کی۔

خاتون: لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (یوسف:۹۲)

''آج تم پر کوئی ملامت نہیں اور اللہ تمہیں بخش دے''۔

ابن مبارکؒ: کیا آپ میری اونٹنی پر بیٹھ کر قافلہ سے جاملنا پسند کریں گی؟

خاتون: وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (البقرۃ:۱۹۷)

''اورتم جو نیکی کرتے ہو، اللہ اسے جان لیتا ہے''

[یعنی اگر آپ مجھ سے یہ حسن سلوک کرنا چاہیں تو اللہ اس کا اجر دے گا۔]

ابن مبارکؒ: اچھا تو پھر سوار ہوجایئے (یہ کہہ کر آپ نے اپنی اونٹنی بٹھادی)

خاتون: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:۳۰)

''اور ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (خواتین کا سامنا ہونے پر) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔''

حضرت عبداللہؒ مدعا سمجھ گئے اور منہ پھیر کر ایک طرف کھڑے ہوگئے لیکن جب خاتون سوار ہوئیں تو اونٹنی بدکی اور خاتون کا کپڑا کجاوے میں الجھ کر پھٹ گیا اور وہ پکار اٹھیں:

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ'' (الشوریٰ:۳۰)

''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی کیے کرائے (کوتاہی ولغزش) کا نتیجہ ہے۔''

خاتون گویا حضرت عبداللہ کو توجہ دلا رہی تھیں کہ یہاں کچھ مشکل پیش آ گئی ہے۔ حضرت عبداللہ سمجھ گئے اور اونٹنی کا پیر باندھا اور کجاوے کے تسمے درست کیے۔

خاتون نے حضرت عبداللہ کی مہارت وقابلیت کی تحسین کرنے کے لئے ایک آیت کے ذریعہ اشارہ کیا)

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ (الانبیاء:۷۹) ''ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو اس معاملے میں فہم وبصیرت دی''

اور پھر جب سواری کا مرحلہ طے ہوگیا تو خاتون نے سواری کا آغاز کرنے کی آیت پڑھی:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف:۱۳)

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مفید خدمت کے قابل بنا دیا، ورنہ ہم (اپنے بل بوتے پر) اس قابل نہ تھے اور یقیناً ہمیں لوٹ کر (جواب دہی کے لئے) اپنے رب کے

سامنے حاضر ہونا ہے۔‘‘

اب حضرت عبداللہ نے اونٹنی کی مہار تھامی اور حُدی (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) الاپتے ہوئے تیز تیز چلنے لگے۔ تو خاتون نے کہا:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ‘‘ (لقمٰن:۱۹)

’’اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو‘‘۔

حضرت عبداللہؒ بات سمجھ گئے اور آہستہ آہستہ چلنے لگے اور گنگنانے کی آواز بھی پست کر دی۔

خاتون نے کہا: فَاقْرَؤُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مزمل:۲۰) ’’قرآن میں سے جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو پڑھو‘‘۔

[یعنی فرمائش ہوئی کہ حدی (شعر و نغمہ) کے بجائے قرآن میں سے کچھ پڑھئے۔]

حضرت عبداللہؒ قرآن پڑھنے لگے اور خاتون نے اس پر خوش ہو کر کہا:

وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (البقرہ:۲۶۹) ’’اور اہل دانش و بینش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔‘‘

حضرت عبداللہ نے کچھ دیر قرآن پڑھنے کے بعد کہا: اے خالہ کیا آپ کے شوہر ہیں؟

خاتون: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ (المائدہ:۱۰۱)

’’اے ایمان والو ایسی باتوں کے متعلق نہ پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں‘‘۔

[مطلب یہ کہ اس معاملے میں سوال نہ کرو۔ غالباً خاتون کے شوہر فوت ہو چکے ہیں۔]

آخر کار ان دونوں نے قافلے کو جا پکڑا۔ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے پوچھا:

کیا اس قافلے میں آپ کا کوئی لڑکا یا عزیز ہے جو آپ سے تعلق رکھتا ہے؟

خاتون: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا‘‘ (الکھف:۴۶)

’’مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں‘‘۔

[یعنی میرے بیٹے بھی قافلے میں شامل ہیں اور ان کے ساتھ مال و اسباب بھی ہے۔]

ابن مبارکؒ: آپ کے لڑکے قافلہ میں کیا کام کرتے ہیں (موصوف کا مدعا یہ تھا کہ ان کو پہچاننے میں آسانی ہو)؟

خاتون: وَعَلَامَاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ (النحل:۱۶)

’’اور نشانیاں ہیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں‘‘۔

[مفہوم یہ تھا کہ وہ قافلے کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔]

ابن مبارکؒ: کیا آپ ان کے نام بتائیں گی؟

خاتون: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرَاهِيۡمَ خَلِيۡلًا ○ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ○ يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (النساء:۱۲۵،۱۶۴، مریم:۱۲)

''اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو دوست بنایا اور موسیٰ سے کلام کیا۔ اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑو''۔

[ان تین آیتوں کو پڑھ کر خاتون نے بتادیا کہ ان کے نام ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ ہیں۔]

حضرت عبداللہؒ نے قافلہ میں ان ناموں کو پکارا تو وہ تینوں نوجوان فوراً حاضر ہو گئے۔

خاتون نے بیٹوں سے کہا:

فَابۡعَثُوۡا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ فَلۡيَنۡظُرۡ اَيُّهَاۤ اَزۡكٰى طَعَامًا فَلۡيَاۡتِكُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ (الکہف:۱۹)

''اپنے لوگوں میں سے کسی کو اپنا سکہ (یعنی نقدی) دے کر شہر میں (کھانا خریدنے کے لئے) بھیجو اور اسے چاہیے کہ وہ دیکھے کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے پھر اس میں سے تمہارے پاس روزی لے آئے۔'' (یعنی لڑکوں کو ہدایت کی کہ مہمان [عبداللہ بن مبارک] کو کھانا کھلائیں)۔

اور جب کھانا لایا گیا تو خاتون نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کہا:

كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓــئًا ۢبِمَاۤ اَسۡلَفۡتُمۡ فِى الۡاَيَّامِ الۡخَالِيَةِ (الحاقۃ:۲۴)

''ہنسی خوشی کھاؤ پیو، بہ سبب اس اچھے کام کے جو تم نے گزشتہ ایام میں کیا''

اور ساتھ ہی دوسری آیت پڑھی جس کا منشا یہ تھا کہ میں آپ کے حسن سلوک کی شکر گزار رہوں:

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ (الرحمٰن:۶۰) ''نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوسکتا ہے''

یہاں یہ مبارک گفتگو ختم ہوگئی اور اس ضعیف خاتون کے لڑکوں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو بتایا کہ ان کی والدہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن ہی کے ذریعے گفتگو کر رہی ہیں۔ اللہ اکبر!